اشرف التفاسیر

تفسیر نعیمی

مصنف

حکیم الامت مفتی احمد یار خاں نعیمی رحمۃ اللہ علیہ

مکتبہ اسلامیہ
۴۰۔ اردو بازار ٭ لاہور

نام کتاب	———	تفسیر نعیمی (پارہ اول)
مصنف	———	حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ
تعداد صفحات	———	720
کمپوزنگ	———	لیزر کمپوزنگ ان' شار سائنس مارکیٹ' تکیہ اہلی والا' آبکاری روڈ' نیو انار کلی' لاہور
پرنٹر	———	
ناشر	———	مکتبہ اسلامیہ

غزنی سٹریٹ دسعت میاں مارکیٹ 38۔ اردو بازار لاہور
Ph:7354651

اللہ عنہ کے منہ سے مجبوراً "کلمہ کفر نکال دینے کی برکت سے ہمیشہ کے لئے مسلمانوں کو ایسی مجبوری میں اس کی اجازت مل اس لئے مولینا فرماتے ہیں۔۔

ہرچہ گیرد علتی علت شود کفر گیرد کاملے ملت شود

فَاَزَلَّهُمَا الشَّيْطٰنُ عَنْهَا فَاَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيْهِ ۪
پس پھسلا دیا ان دونوں کو ابلیس نے اس سے پس علیحدہ کر دیا ان کو اس سے کہ تھے وہ بیچ
توشیطان نے جنت سے انہیں لغزش دی اور جہاں رہتے تھے وہاں سے انہیں الگ کر دیا
وَقُلْنَا اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ وَلَكُمْ فِي الْاَرْضِ
اس کے اور کہا ہم نے اتر جاؤ بعض تمہارے واسطے بعض کے دشمن ہیں اور واسطے تمہارے
اور ہم نے فرمایا نیچے اترو آپس میں ایک تمہارا دوسرے کا دشمن اور تمہیں ایک وقت تک
مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ ۞ ۳۶
بیچ زمین کے ٹھہرنا اور نفع پانا ہے طرف ایک وقت کے
زمین میں ٹھہرنا اور برتنا ہے

تعلق : اس آیت کا پہلی آیتوں سے چند طرح تعلق ہے ایک: یہ کہ اس میں بھی حق تعالیٰ کی ایک خاص اس نعمت کا ذکر ہے جو ہم کو حضرت آدم علیہ السلام کے ذریعہ عطا ہوئی یعنی ان کا جنت سے باہر تشریف لانا کیونکہ یہ تشریف آوری ہزاروں نعمتوں کی اصل ہے البتہ اتنا فرق ہے کہ پچھلی آیتوں میں ان نعمتوں کا ذکر ہے جو ظاہر و باطن ہر طرح نعمت تھیں یعنی ان کا خلیفہ ہونا اور مسجود ملائکہ بننا وغیرہ وغیرہ اس آیت میں اس نعمت کا ذکر ہے جو بظاہر زحمت ہے اور حقیقتہ "رحمت دوسرے: یہ کہ پہلی آیتوں میں دائمی نعمتوں کا ذکر تھا یعنی خلافت وغیرہ اور جنت کا داخلہ عارضی اور منقطع ہونے والی نعمت تھی جس کا اس سے پہلے ذکر ہوا اب آیت میں اس عارضی نعمت کے ختم ہونے کے اسباب کا ذکر فرمایا جا رہا ہے۔

تفسیر : **فازلهما الشيطن۔ ازل۔** زلتہ سے بنا ہے اس کے چند معنی ہیں۔ دور ہو جانا' لے جانا' پھسل جانا' اسی لئے مزل پھسلتی زمین کو کہتے ہیں کہ جس پر قدم نہ ٹھہرے یہاں تینوں معنی بن سکتے ہیں یعنی شیطان نے آدم و حوا کو لغزش دے دی یا جنت سے دور کر دیا یا وہ ان کو جنت سے لے گیا بہر حال یہ لفظ بتا رہا ہے کہ حضرت آدم و حوا کو جو کچھ ہوا وہ خطا" ہوا نہ کہ جان بوجھ کر اگرچہ فاعل حقیقی تو رب تعالیٰ ہے لیکن چونکہ ان واقعات کا شیطان سبب بنا اس لئے اس کی طرف نسبت کر دی گئی اس بہکانے کا واقعہ یہ ہوا: کہ شیطان کے دل میں آدم علیہ السلام کی طرف سے سخت حسد پیدا ہو چکا تھا۔ اس لئے وہ ان کی فکر میں رہتا تھا ایک دفعہ موقعہ پا کر یا تو جنت میں خود پہنچا اس لئے کہ اگرچہ وہ جنت سے نکالا جا چکا تھا مگر اب تک اس کا وہاں آنا جانا بند نہ ہوا تھا۔ اور یا اس طرح گیا کہ جنت میں مور اور سانپ نہایت خوبصورت جانور تھے اور یہ دونوں آدم علیہ السلام کی خدمت کیا

فکری میں تھا میرے ماں و باپ مجھ کو دنیا میں لے آئے آدم سے مراد انسان ہے۔ جس کا مطلب یہ ہوا۔ شعر۔

میں خود آیا نہیں لایا گیا ہوں　　نہ اس کا بھید سمجھایا گیا ہوں

یا یہ کہ حافظ صاحب یہ مضمون آدم علیہ السلام کی طرف سے فرمارہے ہیں یعنی آدم علیہ السلام کہتے ہیں کہ میں بہشت بریں میں رہتا تھا لیکن میری بعض اولاد مجھ کو اتار لائی۔ آدم بمعنی انسان کیونکہ ظاہر ہے کہ جنت میں آدم علیہ السلام رہتے تھے نہ کہ حافظ صاحب۔ **دوسرا اعتراض** پہلی آیت سے معلوم ہوا کہ حق تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو ساری چیزوں کے نام ان کے خواص اور سارے حالات کی تعلیم فرمادی تھی۔ تعجب یہ ہے کہ شیطان نے اس درخت کے متعلق غلط خبر دے دی اور آدم علیہ السلام نے قبول کرلی آدم علیہ السلام کو خبر ہونی چاہئے تھی کہ اس درخت کے وہ خواص نہیں جو شیطان بیان کررہا ہے۔ پھر تعجب ہے کہ شیطان کو اپنا دوست کیسے سمجھ گئے انہیں اوروں کے کفر و ایمان کا بھی پتہ ہونا چاہئے تھا کیونکہ وہ سب کے سارے حالات سے واقف تھے۔ **جواب** اس کے دو جواب ہیں ایک یہ شعر ہے۔

ہونے والا ہوتا ہے جب کوئی کار　　غیب سے ہوتے ہیں اسباب آشکار

یہ سب باتیں آدم علیہ السلام کے علم میں تھیں مگر ہونے والی ہو کے رہتی ہے جب یہ موقع آیا سب کچھ بھول گئے جسے قرآن کریم فرمارہا **فنسی** آدم علیہ السلام بھول گئے۔ جاننا اور چیز ہے اور علم حضور دوسری چیز انہیں اس وقت علم تھا۔ حضور نہ رہا جیسے کہ دنیا میں سب جانتے ہیں کہ حضور علیہ السلام شفیع المذنبین ہیں مگر قیامت کے دن عیسیٰ علیہ السلام کے سو کسی ولی نبی قطب غوث کو یہ خیال نہ رہے گا اور ادھر ادھر کسی شفاعت کرنے والے کو ڈھونڈتے پھریں گے اور سوا عیسیٰ علیہ السلام کے کوئی پیغمبر شفیع المذنبین کا صحیح پتہ نہ دیں گے۔ **دوسرا جواب** یہ ہے کہ آدم علیہ السلام کو جس طرح اور سب باتیں معلوم تھیں ایسے ہی اپنا یہ سارا واقعہ بھی معلوم تھا کہ ایسا ہو کر رہے گا اس لئے شیطان سے بحث جرح نہ کی حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ جب کربلا کی طرف روانہ ہوئے تو لوگوں نے ڈر کر روکنا چاہا تو فرمایا کہ میں خود نہیں جارہا ہوں مجھے کوئی لئے جارہا ہے۔ صاحب اسرار حضرات مرضی الٰہی پا کر وانستہ بتادیتے ہیں۔ اس کی بہت سی مثالیں مل سکتی ہیں۔ **تیسرا اعتراض:** آدم علیہ السلام سے یہ گناہ سرزد ہوا پھر انہیں معصوم کیونکر کہا جاسکتا ہے حق تعالیٰ نے بھی فرمایا ہے۔ **فعصی ادم ربہ فغوی** یعنی آدم علیہ السلام نے اپنے رب کی نافرمانی کی خود انہوں نے بھی عرض کیا کہ **ربنا ظلمنا انفسنا** جس سے معلوم ہوا کہ انبیاء کو معصوم ماننا غلط ہے۔ **جواب:** اس کا تفصیلی جواب ہماری کتاب "قہر کبریا" میں دیکھو یہاں اتنا عرض کئے دیتے ہیں کہ اہلسنت و جماعت کے نزدیک انبیاء کرام کفر و شرک اور عمداً "گناہ کبیرہ اور ایسے ہی گناہ صغیرہ سے ہمیشہ معصوم رہتے ہیں جو نبوت کی شان کے خلاف ہیں۔ ہاں خطا یا بھول کر ایسا صغیرہ گناہ سرزد ہوسکتا ہے۔ جس سے کہ شان نبوت میں فرق نہ آئے حضرت آدم علیہ السلام سے جو کچھ ہوا یا خطائے اجتہادی کی وجہ سے تھا مگر چونکہ نیکوں کی بھلائیاں بھی مقربین کے درجے کے لحاظ سے برائیاں ہوتی ہیں اس لئے ان خطاؤں کو بھی وہ حضرات گناہ فرمادیتے ہیں اور ہم جیسے گنہگاروں سے ان جیسی خطاؤں کی پرسش نہیں ہوتی لیکن ان کے بلند درجے کے لحاظ سے ان لغزشوں پر بھی عتاب آجاتا ہے یہاں بھی ایسا ہی ہوا عصمت انبیاء کی بے شمار دلیلیں ہیں جن سے صرف چند دلیلیں یہاں عرض کرتا ہوں۔ **پہلی دلیل:** گنہگار فاسق ہوتا ہے اور فاسق کی مخالفت کرنا ضروری اور نبی کی اطاعت کرنا فرض اگر نبی گنہگار یا فاسق ہوں تو ان کی اطاعت بھی ضروری ہوجائے اور مخالفت بھی یہ اجتماع ضدین ہے۔ **دوسری دلیل:**

فاسق کی بات بلا تحقیق نہ ماننی چاہیے قرآنی حکم ہے اور پیغمبر کی بات بلا تحقیق ہی ماننا ضروری ہے اگر نبی بھی فاسق ہوں تو ان کی بات کا ماننا اور نہ ماننا دونوں ضروری ہوں گے۔ اور یہ اجتماع نقیضین ہے۔ **تیسری دلیل:** گنہگار سے شیطان راضی ہوتا ہے۔ اس لئے وہ حزب الشیطان میں داخل ہے اور نیک کار سے رحمان راضی اور وہ حزب اللہ میں داخل اگر پیغمبر ایک آن کے لئے بھی گنہگار ہوں تو معاذ اللہ وہ حزب الشیطان (شیطانی گروہ) میں داخل ہوں گے۔ نیز پیغمبر کے گناہ کرتے وقت اگر کوئی امتی نیکی کر رہا ہو تو اس وقت اور اس آن میں وہ امتی نبی سے افضل ہو گا۔ اور یہ بات بالکل باطل ہے۔ **چوتھی دلیل:** رسول فرشتوں سے افضل ہیں' قرآن فرمارہا ہے۔ **ان اللہ اصطفی ادم و نوحا و ال ابرھیم و ال عمرن علی العلمین** جس سے معلوم ہوا کہ سارے پیغمبر تمام جہان سے افضل اور جہان میں فرشتے بھی داخل ہیں۔ لہٰذا انبی فرشتوں سے افضل اور فرشتے یقیناً گناہوں سے معصوم ان کی شان میں رب فرمارہا ہے۔ **لا یعصون اللہ** یعنی فرشتے کبھی گناہ نہیں کرتے۔ اب اگر نبی گناہ کریں تو درجے میں فرشتوں سے کم ہو جائیں گے کیونکہ قرآن فرمارہا ہے۔ **ام نجعل المتقین کالفجار** جس سے معلوم ہوا کہ متقی گنہگار کے برابر نہیں ملائکہ تو متقی ہیں۔ اگر نبی ایک آن کے لئے فاسق بن جائیں تو ملائکہ کے برابر نہ رہیں گے۔ **پانچویں دلیل:** قرآن کریم سے ثابت ہے کہ رب نے شیطان سے فرمایا تھا کہ میرے خاص بندوں پر تیرا داؤ نہ چلے گا۔ شیطان نے بھی کہا تھا کہ خداوندا میں تیرے سارے بندوں کو گمراہ کردوں گا سوائے تیرے خاص بندوں کے۔ صالح علیہ السلام نے بھی فرمایا کہ اے لوگو! جس سے میں تم کو روکوں اس کو خود کرنے کا کبھی خیال بھی نہ کرنا فرماتے ہیں **وما ارید ان اخالفکم الی ما انھکم عنہ** جب رب کہے کہ میرے نبیوں پر شیطان غالب نہیں آسکتا انبیاء بھی فرمائیں کہ ہم گناہ کا ارادہ بھی نہیں فرماتے' شیطان بھی کہے کہ پیغمبروں پر میرا داؤ نہیں چلتا۔ اب جو شخص ان کو گنہگار مانے وہ شیطان سے بھی بدتر ہے۔ لہٰذا جو حدیثیں ایسی ہیں جن سے پیغمبروں کے گناہ ثابت ہوں وہ قابل قبول نہیں۔ اور جن آیات سے ان کے گناہ کرنے کا دھوکہ پڑتا ہے ان کی توجیہ یا تاویل ضروری ہے تاکہ قرآنی آیتوں میں تعارض نہ ہو مجھ سے ایک شخص نے یہی اعتراض کیا تھا اور کہنے لگا کہ نبیوں کا کفرو شرک اور گنہگار ہونا قرآن سے ثابت ہے میں نے اس کو یہی جواب دیا وہ نہ مانا میں نے کہا کہ پھر تم رب کو بھی گنہگار مانو۔ کیونکہ قرآن کریم میں آتا ہے۔ **و مکر اللہ** نیز فرمایا گیا۔ **وھو خادعھم** جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حق تعالیٰ دھوکہ اور مکر فرماتا ہے اور یہ باتیں گناہ ہیں۔ تب وہ کہنے لگا کہ ان آیتوں کا یہ مطلب نہیں' بلکہ یہ ہے۔ ہم نے کہا کہ جیسے یہاں اور مطلب نکالتے ہوا ایسے ہی وہاں انبیاء کے لئے بھی اور مطلب نکالو تب وہ لاجواب ہوا۔

تفسیر صوفیانہ : فرشتے محض عابد تھے اور انسان عبادت مع محبت کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ محبت کے لئے محبت ضروری ہے۔ جنت محبت سے پاک ہے' اس لیے ضروری تھا کہ آدم علیہ السلام امتحان محبت کے لئے زمین کی امتحان گاہ (یونیورسٹی) میں آئیں۔ نیز یہ زمین حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جائے پیدائش تھی اور جنت وغیرہ ان کے معراج کا مقام اس لئے ضروری تھا کہ آدم علیہ السلام وہ جگہ خالی کر کے زمین میں تشریف لائیں۔ لہٰذا ان کی تشریف آوری کی یہ صورت ہوئی کہ دست قدرت نے اچھی تدبیر سے شیطان کی آڑ میں آدم علیہ السلام کو وہاں سے اتارا جیسے کہ یوسف علیہ السلام کو ان کے بھائیوں کی آڑ میں کنعان سے مصر پہنچایا تاکہ وہاں عنا کے بعد غنا عطاء فرمائی جائے۔ آدم علیہ السلام کو بھی سلامت سے ملامت کی طرف فرح سے طرح کی